33

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے کارنامے

(فرمودہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے اس امر کے متعلق پچھلے جمعہ کے خطبہ میں کچھ بیان کیا تھا کہ یتلوا علیھم ایتک کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق کیا کچھ تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی۔ وہ تعلیم قرآن کریم میں تو ہے اور رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے سامنے رکھی تھی۔ لیکن بعد کے لوگ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا۔ نبوت کے بعد کی وجہ سے اسے بھول گئے تھے اور باوجود اس کے کہ علماء موجود تھے۔ باوجود اس کے کہ فاضل موجود تھے۔ باوجود اس کے کہ پیر موجود تھے۔ باوجود اس کے کہ صوفی موجود تھے۔ مگر پھر بھی وہ قرآن شریف سے اس کو نکال نہ سکے اور دنیا کے سامنے پیش نہ کر سکے۔ نیز میں نے بتایا تھا کہ جب کہ ایسی تعلیم بھی موجود تھی اور جب کہ ایسے لوگ بھی موجود تھے جو اپنے آپ کو علماء میں سے گنتے تھے اور فاضل یا پیر یا صوفی یا مولوی کہلاتے تھے اور پھر بھی وہ کچھ نہ کر سکے۔ اور دنیا کے سامنے اس تعلیم کو قرآن کریم سے اخذ کر کے پیش نہ کر سکے۔ دنیا ان کے سامنے تباہ ہو رہی تھی مگر وہ کچھ نہ کر سکے۔ دنیا ان کے دیکھتے دیکھتے شرک میں مبتلا ہوتی چلی گئی مگر وہ اس کا کوئی علاج نہ کر سکے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ضرورت تھی کہ خدا کی طرف سے کوئی آئے تا قرآن شریف سے اس تعلیم کو پیش کرے۔ آج میں پھر اسی مضمون کے ایک حصہ توحید باری تعالیٰ کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ پہلے میں نے تفصیلات بیان کی تھیں اور کہا تھا کہ توحید کا مسئلہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے لیکن علماء اس کام کو نہ کر سکے یا یہ کہ خود اس کے برخلاف تعلیم دیتے تھے۔ آج میں توحید کی وہ تعریف بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے اور وہ ایسی ہے کہ اس کے ساتھ تمام شرک مٹ

جاتے ہیں اور شرک واضح طور پر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور مسلمانوں کے نہ صرف اعمال بلکہ عقیدہ بھی اس کو سمجھتے ہوئے ہر قسم کے شرک سے پاک ہو جاتا ہے۔

شرک کی لوگوں نے مختلف تعریفیں کی تھیں۔ بعضوں نے تو یہ کی تھی کہ خدا جیسی اور ذات ماننا یہ شرک ہے مگر ایسے لوگ بھی نکل آئے۔ جو خدا کی طرح تو کسی اور وجود کو نہیں مانتے تھے مگر یہ کہتے تھے بعض ایسے وجود ہیں جو خدا سے طاقتیں پا کر دنیا میں آئے اور انہوں نے اس کی قدرتوں کا اظہار کیا۔ اس لئے ہم ان کی پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ ان سے خدا کی صفات اور قدرتیں اور طاقتیں ظاہر ہوئیں۔ جب ان لوگوں نے جو توحید کے قائل تھے۔ یہ دیکھا تو انہوں نے توحید کے لئے یہ قرار دیا ہے کہ خدا کے سوا کامل عبودیت کسی کے سامنے نہیں کرنی چاہیے اور اگر کوئی کرتا ہے تو وہ شرک کرتا ہے۔ مگر یہ تعریف بھی ناقص رہی۔ کیونکہ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جو خدا کے سوا کسی کے آگے کامل عبودیت کا تو اظہار نہ کرتے تھے۔ مگر خدا کی صفات اوروں کو دیتے تھے۔ یہ دیکھ کر شرک کی یہ تعریف بنائی گئی کہ خدا کی صفات کسی اور کو دینا شرک ہے مگر اس میں بھی اختلاف ہو گیا کہ خدا کی صفات دوسرے کو دینے سے کیا مراد ہے مثلاً خدا کی صفت ہے کہ وہ سنتا ہے سب مانتے آئے ہیں کہ وہ سنتا ہے اب کیا یہ کہنا کہ انسان بھی سنتا ہے - یہ خدا کی صفت اسے دینا ہے؟ اسی طرح خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کیا یہ کہنا کہ کوئی اور بھی دیکھتا ہے شرک ہے؟ یا خدا تعالیٰ رزق دیتا ہے تو کیا یہ کہنا کہ فلاں بھی رزق دیتا ہے شرک ہے؟ پھر اگر کہا جائے کہ جس طرح خدا تعالیٰ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے رزق دیتا ہے۔ اسی طرح کسی اور کے متعلق کہنا کہ وہ سنتا دیکھتا اور رزق دیتا ہے تو یہ شرک ہے۔ لیکن مشرک کہتے ہیں ہم جن کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے متعلق ہم کب کہتے ہیں کہ وہ خدا کی طرح دیکھتے سنتے اور رزق دیتے ہیں۔ ہم بھی یہ مانتے ہیں کہ خدا جس طرح سب کچھ دیکھتا ہے۔ اس طرح دوسرے نہیں دیکھتے۔ خدا ہی سب کا محافظ اور سب کا متصرف ہے - اس کی طرح اور کوئی نہیں - سب کچھ اس کے قبضے میں ہے ہم کب کہتے ہیں کہ سب کچھ بتوں کے قبضے میں ہے ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ خدا نے اپنی صفات اور طاقتوں میں سے کچھ ان بتوں اور معبودوں کو دے دی ہیں۔ اس طرح شرک کی یہ تعریف بھی کہ خدا کی صفات میں کسی اور کو شریک کرنا شرک ہے نامکمل اور ناقص ہو گئی۔ غرض شرک کی مختلف زمانوں میں مختلف تعریفیں ہوتی رہی ہیں۔ اور لوگ جیسا جیسا ان کو ضرورت پڑتی گئی شرک کی تعریف کو ڈھالتے گئے۔ اس لئے شرک کی مختلف تعریفیں ہو گئیں۔ یہاں تک کہ قرآن کریم دنیا میں آیا اور اس نے شرک کی ایسی تعریف بتائی - جس سے کوئی

بات باہر نہ رہ گئی۔ لیکن افسوس کہ نبوت سے بُعد کی وجہ سے وہ تعلیمیں تو رہ گئیں جو پہلے تھیں اور جو اسلام نے تعلیم دی تھی وہ مٹ گئی اور مسلمان بھی مختلف قسم کے شرکوں میں مبتلا ہو گئے۔

مسلمانوں میں سے موحد کہلانے والے اپنے آپ کو شرک سے بالکل پاک کہتے ہیں۔ لیکن کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص موحد کہلائے۔ خدا تعالیٰ کو ایک سمجھے اور پھر یہ بھی عقیدہ رکھے کہ سینکڑوں سالوں سے حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر بغیر کسی جسمانی تغیر کے جوں کے توں بیٹھے ہیں۔ پھر کیا ایسا شخص موحد کہلا سکتا ہے۔ جو یہ مانے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ مردے زندہ کرنا صرف خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ پھر کیا اسے مشرک نہ کہا جائے گا۔ جو اس بات کو مانتے ہوئے کہ خلق کی صفت صرف خدا تعالیٰ ہی کی ہے۔ یہ بھی مانے کہ حضرت عیسیٰ پرندے پیدا کیا کرتے تھے۔ یہ عقائد رکھنے والے لوگ ہرگز موحد نہیں کہلا سکتے بلکہ وہ بھی شرک میں مبتلا ہیں۔

کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہندو اور عیسائی وغیرہ جو حقیقتاً توحید کے قائل نہیں اور جن کے مذہب میں شرک کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو توحید پرست کہنے لگ گئے ہیں لیکن مسلمان جن کے مذہب میں سب سے زیادہ زور توحید پر دیا گیا ہے۔ مشرکانہ عقائد میں پھنس کر توحید سے غافل ہو گئے۔ چونکہ علی الاعلان شرک کی تعلیم کو کوئی قبول نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہندو اور عیسائی اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ لوگ ہمارا مذہب قبول نہیں کریں گے۔ اپنے مشرکانہ عقائد کے ساتھ یہ دعویٰ بھی رکھتے ہیں کہ ہم توحید پرست ہیں مگر مسلمانوں کی حالت اس کے الٹ ہے۔ ان کا مذہب شرک پر نہیں کہ انہیں بناوٹی طور پر توحید کا ذکر کرنے کی ضرورت ہو بلکہ ان کا مذہب توحید پر ہے لیکن مسلمان اسلام کی اس پاک اور مقدس تعلیم کو اپنے باطل عقائد سے بری شکل میں پیش کر رہے ہیں۔ دیگر مذاہب کی بنیاد چونکہ شرک پر ہے۔ اس لئے ان کے پیرو اپنی فطرت کو تسلی دینے کے لئے مشرکانہ تعلیم کو ہی کہتے ہیں یہ بھی توحید ہے اور لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کہہ دیتے ہیں۔ ہمارا مذہب بھی توحید پر ہے مگر مسلمانوں کو اپنی تسلی کے لئے یا دوسروں کو خوش کرنے کے واسطے فرضی طور پر یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہمارا مذہب بھی توحید پر ہے بلکہ مسلمانوں کا مذہب فی الواقع ہے ہی توحید پر اور اگر خالص توحید کسی مذہب نے پیش کی ہے۔ تو اسلام نے ہی پیش کی ہے اور اسی نے ایسے اصول بتائے ہیں کہ آج بھی اگر ساری دنیا انہیں سمجھ لے۔ تو شرک کا نام و نشان مٹ سکتا ہے۔ مگر افسوس مسلمانوں کی حالت دیگر مذاہب کے لوگوں کے الٹ ہے۔ وہ شرک پر تھے

اور توحید بناوٹی طور پر اپنی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن یہ توحید پر تھے اور شرک میں پھنس گئے۔ مشرکانہ عقائد اختیار کر لئے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں میں یہ خواہش تھی کہ توحید پر قائم ہوں اور اس کے لئے کوشش بھی کرتے رہے لیکن کچھ تو مولویوں کی سستی اور نادانی کی وجہ سے اور کچھ شرک اور توحید کی تعریف کی وجہ سے اس بات کو حاصل نہ کر سکے۔ بلکہ اور زیادہ شرک میں مبتلا ہو گئے۔

ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا اور آپ نے توحید کو اس رنگ میں دنیا میں پیش کیا کہ شرک بالکل واضح ہو گیا۔ آپ نے توحید کی جو تعریف کی وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ ہیں جو اس کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں ان کا تعلق مخلوق سے نہیں یعنی تنزیہی صفات میں کسی مخلوق کو ظاہری اور باطنی مشابہت نہیں ہو سکتی اور خدا کی کچھ صفات ایسی ہیں جن کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے۔ وہ ادنیٰ طور پر بندوں میں بھی پائی جاتی ہیں مگر ان سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ ان صفات کا تعلق بندوں سے پیدا کر کے خدا نے خود اپنے بندوں کو شریک بنا لیا۔ بلکہ یہ محض اپنی عظمت اور جلال کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔ یا ایسی صفات الوہیت کے متعلق شک و شبہ سے بچانے کے لئے بعض بندوں میں رکھ دی جاتی ہیں مگر ان کو یونہی نہیں چھوڑا جاتا بلکہ ان کی حد بندیاں مقرر ہیں کہ فلاں حد تک بندوں میں پائی جاتی ہیں اور فلاں طریق پر بندوں میں پائی جاتی ہیں۔

اب یہ بات واضح ہو گئی۔ جن امور کے متعلق انعکاسی طور پر انسان کچھ اخذ نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ باذن اللہ کہہ کر ہی کئے جاویں شرک ہیں۔ اور جن امور کو بطور انعکاس اور ظل کے پیدا کر سکتے ہیں۔ وہ شرک نہیں مثلاً شنوائی کی طاقت ہے۔ یہ انسان پیدا شدہ ہی لاتا ہے اور یہ خدا خود اسے دیتا ہے۔ اسی طرح بینائی ہے وہ بھی پیدا شدہ ہی لاتا ہے۔ گویائی ہے وہ بھی پیدا شدہ ہی لاتا ہے اور یہ خدا خود اسے دیتا ہے۔ خدا خود بھی سنتا ہے اور انسان کو بھی سننے کی طاقت بخشتا ہے۔ خدا خود بھی دیکھتا ہے اور انسان کو بھی بینائی عطا فرماتا ہے۔ خدا خود بھی بولتا ہے اور انسان کو بھی قوت گویائی دیتا ہے لیکن یہ ان صفات میں شرکت شرک نہیں بلکہ انعام ہے۔ جو انعکاسی رنگ میں بندوں پر کیا جاتا ہے تا ان کے یقین و ایمان میں ترقی ہو۔

شرک کے معنی ہی مفہوم کو واضح کر رہے ہیں۔ شرک کے معنی ہیں کہ کسی چیز میں دو مساوی ہوں۔ اب غور کرو خدا بھی رزق دیتا ہے اور ہم بھی لیکن جس قسم کا رزق خدا تعالیٰ دیتا ہے۔ اس

میں ہم خدا کے شریک نہیں۔ کیونکہ جو کچھ ہم کسی کو دیتے ہیں۔ یہ تو خدا ہی نے ہمیں دیا اور ہم اسی میں سے دیتے ہیں اس لئے ہماری اور اس کی اس رزق دینے میں کوئی شرکت نہیں رہتی۔ دیکھو اگر ہم کسی کو کچھ دیتے ہیں۔ تو وہ ہمارا شریک نہیں بن جاتا۔ کیونکہ ہم عطیہ کے طور پر دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ اسے اپنا شریک بنا لیتے ہیں۔ دنیا میں ایسے لوگ تو بہت سے ملیں گے جو دوسرے کو کوئی چیز دے دیتے ہیں لیکن ایسا کوئی نہیں ملے گا جو بطور شریک کسی کو اپنے ساتھ شامل کرے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو کوئی چیز سالم کی سالم دے دے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی چیز میں اپنا شریک بنا لے۔ مثلاً ایک شخص اپنے نوکر کو ایک مکان پورے کا پورا تو دے دے گا۔ لیکن یہ ہرگز نہیں کرے گا۔ کہ اسے کہے فلاں مکان میں تو میرا شریک بن جا۔ جس طرح اس پر میرے حقوق ہیں اسی طرح تیرے بھی ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا۔ اس بات کو قرآن کریم نے بیان بھی کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ نحل میں آتا ہے۔ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے نوکروں کو اس قدر مال دے دیتے ہیں کہ وہ فیہ سواء ان کے برابر ہو جاتے ہیں۔ مگر ایسا کوئی نہیں ملے گا جو نوکر کو اپنے مال میں شریک کرے۔ پس خدا بھی بطور عطیہ کے ہمیں دیتا ہے۔ نہ کہ اپنا شریک بنا کر۔ پس یہ تو ایک شخص کر سکتا ہے کہ اپنا کوئی مکان یا اپنی زمین کا کچھ حصہ کسی کے حوالے کر دے لیکن یہ نہیں کر سکتا کہ اپنے حقوق میں شریک بنائے۔ ایک کروڑ پتی ایک روپے میں بھی کسی کو شریک نہیں بنائے گا۔ وہ دس ہزار روپیہ دے دینا آسان سمجھے گا۔ مگر ایک روپیہ میں کسی کو شریک کرنا اس کے لئے مشکل ہو گا۔ پس اس آیت کا یہ منشاء نہیں کہ کسی غیر کو اپنے مال میں شریک بنا لیا جاتا ہے بلکہ اس حقیقت کو بیان کرنا ہے کہ دنیا میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو کسی کو اپنے مال میں مساوی شریک بنا لے۔ پس جب کوئی انسان ایسا نہیں کرتا۔ تو خدا کی ذات کے متعلق یہ کیسے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے بعض صفات کو ظلی اور انعکاسی طور پر بندوں کو دے کر اپنا شریک بنا لیا ہے۔

جس طرح ایک انسان کسی دوسرے انسان کو کچھ دیتا ہے تو وہ گویا اس کا مظہر ہو جاتا ہے کیونکہ اس دی ہوئی چیز کے ذریعے جو کچھ بھی اس سے ظاہر ہو گا۔ وہ درحقیقت اس شخص کا ہو گا۔ جس نے اسے کچھ دیا اور اس قابل بنایا۔ اسی طرح بندوں میں اگر بعض وہی باتیں پائی جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ میں ہیں۔ تو اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ بندے بھی خدا ہو گئے بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ خدا کی صفات کے مظہر ہو گئے اور اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ بعض صفات میں اللہ تعالیٰ کا مظہر بنے۔

پس ان صفات کو بندوں میں پیدا تو کیا گیا لیکن ایک حد تک اور ان کی حد بندی کر دی مگر بعض نادان ان صفات کو ایک بندہ میں دیکھ کر شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ان صفات کو انسان میں داخل کرنے کی یہ غرض ہے کہ وہ خدا کا مظہر بنے۔ کیونکہ بغیر ان کے وہ مظہر ہو ہی نہیں سکتا۔ بینائی ہے۔ شنوائی ہے۔ گویائی ہے۔ علم ہے اور اور ایسی باتیں ہیں جو خدا تعالیٰ نے انسان میں اپنا مظہر بنانے کے لئے رکھیں اور پھر یہ باتیں بعد میں بھی پیدا نہیں ہوئیں بلکہ یہ پہلے دے کر انسان کو بھیجا ہے اور جس حد تک یہ انسان میں رکھی ہیں۔ اس سے بڑھ بھی نہیں سکتیں۔

اب اس تعریف کے ماتحت دیکھو۔ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح بھی مردے زندہ کرتے تھے۔ کیونکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے مردے زندہ کرنا ہمارا کام ہے۔ باوجود اس کے اگر کوئی ایسا کرتا ہے۔ وہ شرک کرتا ہے۔ اسی طرح کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ حضرت مسیح پرندے پیدا کرتے تھے۔ کیونکہ اس کے متعلق بھی خدا فرماتا ہے کہ پیدا کرنا ہمارا کام ہے۔ پس اگر توحید کی یہ تعریف مسلمانوں کے ذہن میں ہوتی تو پھر وہ کس طرح یہ کہہ سکتے تھے کہ کوئی انسان بھی مردے زندہ کر سکتا ہے ہے یا کوئی انسان پرندے بنا سکتا ہے۔ مگر یہ سب توحید اور شرک کی حقیقی تعریف نہ سمجھنے کا نتیجہ ہوا۔ کہ لوگ ایسے ایسے شرکوں میں پھنس گئے کہ باوجود بتانے کے بھی وہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ بھی کوئی شرک کی قسم ہے۔

غرض وہ قوتیں جو خدا تعالیٰ بندوں کو دیتا ہے اور وہ طاقتیں جو اس کی طرف سے انسان کو دی جاتی ہیں۔ وہ موہبت ہوتی ہیں۔ اور عطیہ کے طریق پر ہوتی ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ اس لئے بندوں کو دیتا ہے۔ تا اس کی صفات کا اظہار ہو اور اس طور پر بندے میں ان صفات کا ہونا شرک نہیں۔ مثلاً کسی کے پاس ہزار روپیہ ہے۔ اگر وہ کسی کو سو روپیہ دے دے تو حرج نہیں۔ کیونکہ اس طرح دینا خدا تعالیٰ نے انسان کے اختیار میں رکھا ہے مگر کسی کو بیٹا دینا یہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے۔ میں بیٹا دے سکتا ہوں۔ تو وہ مشرک ہو گا کیونکہ انسان کو تو اتنا بھی علم نہیں ہوتا کہ یقینی طور پر کسی کے متعلق یہ کہہ سکے کہ اس کے ہاں بیٹا ہو گا یا بیٹی - پس روپیہ دینا خدا نے بندے کے اختیار میں رکھا ہے لیکن بیٹا دینا بندے کے اختیار میں نہیں رکھا۔ کیونکہ اس طرح خدا اور بندہ دونوں ایک کام میں مشترک ہو جاتے ہیں اور شرک لازم آتا ہے۔ پس ایسا شخص جو یہ کہے کہ میں بیٹا دے سکتا ہوں وہ مشرک ہے۔

پس سب سے بڑھ کر حربہ شرک کے برخلاف یہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے بتایا اور اگر اسے پورے طور پر چلایا جائے۔ تو شرک کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس زمانہ میں توحید اور شرک کا مضمون ایسا باریک ہوگیا ہے کہ باوجود سمجھانے کے بھی اکثر لوگ اسے نہیں سمجھ سکتے اور اگر اور بحث کرو۔ تو وہ اتنا فلسفیانہ ہو جاتا ہے کہ اور بھی بہت کم لوگ اسے سمجھ سکتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداتعالیٰ کی طرف سے علم پا کر اس مضمون کو بالکل صاف کر دیا اور بعض ایسے قوانین بیان فرمائے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتے۔

جیسا کہ انبیاء کا کام ہے کہ دنیا میں بیج ڈال دیتے ہیں۔ آگے اسے بڑھانا اور پھل سنبھالنا بعد کے لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ ایک استاد صرف سبق پڑھاتا ہے۔ آگے یہ کام شاگرد کا ہوتا ہے کہ اسے یاد کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تعلیم کا بیج بو دیا اور توحید کی تخم ریزی کی اب ہمارا یہ کام ہے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اور میں نے دیکھا ہے کہ اس تعلیم پر چل کر مجھے ایسے لوگوں کے جواب کے لئے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ جو مشرکانہ عقائد رکھتے ہیں اور وہ تعلیم یہ ہے کہ جن کو تم خدا کا شریک سمجھتے ہو۔ ان کا اپنا دعویٰ پیش کرو کہ ہم یہ کر سکتے ہیں۔ پھر ہم مان لیں گے۔ اگر کوئی آ کے یہ کہے کہ کالی دیوی یوں کرتی ہے تو ہم کہیں گے۔ بہت اچھا ثابت کرو۔ اس کا اپنا دعویٰ اس کے متعلق یہ ہے۔ غرض کالی دیوی ہو یا سومنات۔ حضرت عیسیٰؑ ہوں یا امام حسینؓ۔ مشرک ان کی طرف جو باتیں منسوب کرتے ہیں۔ انہیں ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ یہ دکھا دیں وہ خود ان باتوں کے مدعی ہوں۔

پھر یہ بات بھی ان کا رد کرتی ہے کہ ہم جسے اللہ مانتے ہیں۔ وہ تو اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے دنیا میں نبی بھیجا کرتا ہے اور اس وقت تک کئی نبی اس کی طرف سے آ چکے ہیں لیکن ان کو جنہیں تم خدا کے ساتھ شریک کرتے ہو کبھی نبی بھیجا ہے۔ خدا تو اپنے بھیجے ہوئے نبیوں کو الہام کرتا ہے۔ مگر دنیا کی تاریخ میں کہیں یہ نہیں دیکھنے میں آیا کہ کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں فلاں بت یا معبود کی طرف سے نبی ہوں اور وہ مجھے الہام کرتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ جب ان کو طاقتیں دی گئیں تو وہ نبی نہیں بھیجتے۔ تاکہ دنیا کو ان کا پتہ لگے۔ پس یہ دعویٰ ہی دعویٰ ہے اور وہ بھی غلط کہ کسی اور کو بھی ویسی ہی طاقتیں اور قدرتیں حاصل ہیں جیسی خدا تعالیٰ کو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ گر بتایا ہے۔ اس سے ایک انسان شرک سے بکلی بچ جاتا ہے اور باتیں بھی ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے توحید کے متعلق بتائی ہیں اور جو سراسر مفید ہیں۔ ان کو انشاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ میں بیان کروں گا۔ فی الحال میں اسی پر بس کرتا ہوں۔ پھر اگر توفیق ملی تو اس آیت کے

باقی مطالب پر انشاء اللہ تعالیٰ بحث کروں گا۔

اب غور کرنا چاہو مولوی موجود تھے۔ عالم موجود تھے۔ پیر موجود تھے۔ مگر کچھ نہ کر سکے۔ مولوی سینکڑوں سالوں سے چلے آتے ہیں لیکن شرک کا مقابلہ کرنے سے وہ عاجز رہے اور یہی حال اب بھی ہے۔ اگر اس زمانہ کے بگڑے ہوئے مولوی یہ کام کرسکتے تھے۔ تو تین چار سو سال سے توحید جو دھکے کھا رہی تھی۔ کیوں نہ اسے قائم کرسکے۔ ہر طرف سے توحید پر حملے ہو رہے تھے۔ عیسائی اور ہندوؤں جیسی مشرک قومیں ان کے سامنے یہ کچھ کر رہی تھیں۔ اور ہر طرز پر حملے کر رہی تھیں لیکن یہ دیکھتے تھے اور کچھ نہ کرتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ کچھ کر بھی نہ سکتے تھے۔ کیا ان باتوں سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس بات کی ضرورت تھی کہ کوئی اور شخص آئے۔ جو خدا سے الہام پا کر اس حقیقت کو بیان کرے۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے آکر یہ سب کچھ بتایا اور توحید کو پورے طور پر بیان کیا۔ جو کام مولوی اتنے عرصہ سے نہ کر سکے۔ اسے مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر دکھایا اور یقیناً وہ کامیاب بھی ہوگئے۔ یہ سب کچھ نظر آ سکتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی آنکھ کھولے اور اس کے دیکھنے کی کوشش کرے۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم شرک سے بچیں اور اس توحید کے عامل ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے اور جو آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بتائی اور آنحضرت ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کی اور اس تعلیم پر چلنے کی ہمت عطا فرمائے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ اور اس بات کی بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کو صحیح معنوں میں دنیا میں پھیلانے والے بنیں۔ (آمین)

(الفضل ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۵ء)